Name : **Raheen Shama**
**Topic** : **Aale Ahmad Suroor Ki Adabi Khidmaat**
Supersor Name : Prof. Ahmad Mafooz
Department of Urdu, Faculty of Humanities & Languages
Jamia Millia Islamia, New Delhi-110025

# تلخیص

آل احمد سرور اردو کے بلند پایہ نقاد ہونے کے ساتھ ساتھ شاعر، صحافی، معلم اور موثر خطیب بھی رہے ہیں۔ادبی زندگی کا آغاز تو انھوں نے شاعری سے کیا لیکن شہرت ان کو تنقید کے میدان میں حاصل ہوئی۔سرور صاحب ایک مخصوص ادبی مزاج رکھتے ہیں جس کی جھلک ان کی تنقید کے ساتھ ان کی شاعری، تبصروں، اداریوں، سفرناموں، خطوط، خطبات، مقدمات، اور خودنوشت وغیرہ میں دیکھنے کوملتی ہے۔انھوں نے نصف صدی تک اردو ادب کی خدمت کی۔اسی لیے اردو تنقید کے معماروں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔اس کی اصل وجہ یہ بھی ہے کہ ان کی تنقید ہر دور میں ہماری رہبری کرتی رہی ہے۔انھوں نے تنقید کو ایک نئی سمت دکھائی اور فکر وفن کو توانائی عطا کی۔

سرور صاحب درجہ اوّل کے نقاد ہیں لیکن ان کی دوسری خدمات بھی ہیں جن میں ادبیت موجود ہے۔اسی لیے میں نے اس موضوع کا انتخاب کیا ہے۔میں نے اپنے مقالے میں آل احمد سرور کی تمام ادبی خدمات پر بحث کی ہے اور ان کی تحریروں میں سماجی، سیاسی اور تعلیمی شعور کو پیش نظر رکھا ہے اور اس بات پر بحث کی ہے کہ ان کے نظریات کس حد تک آج بھی ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔میں نے اپنے مقالے کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا ہے جن کی تفصیل اس طرح ہے:

باب اوّل میں سرور صاحب کے حالاتِ زندگی کا بیان ہے جس میں سرور صاحب کے خاندانی پس منظر، ان کی ابتدائی زندگی، تعلیمی مسائل، ان کا بچپن اور تعلیم وتربیت، کالج سے ملازمت تک کا سفر مختصر بیان کیا گیا ہے۔اسی کے ساتھ سرور صاحب کی تمام زندگی کی قابل ذکر باتوں کو تاریخ وار درج کر دیا گیا ہے۔

مقالے کا دوسرا باب 'آل احمد سرور بحیثیت نقادؑ ہے۔اس باب میں ان کے تنقیدی نظریات وافکار پر گفتگو کی گئی ہے جس میں غزل، قصیدہ، مرثیہ، تنقید وتخلیق، تحقیق، نظم اور غزل، نقاد، تنقید، طنز ومزاح، ادیب وغیرہ اصناف پر ان کی تنقیدی آرا پر گفتگو کی گئی ہے۔اس کے علاوہ سرور صاحب کا طریقہ کار، ان کا توازن، غیر جانب داری، تبدیلی خیالات، زبان وبیان اور ان تحریروں میں پایا جانے والا تضاد اور تکرار کو مثالوں کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔سرور صاحب نے مغربی اصول ونظریات کی کس حد تک پاسداری کی ہے اور کس طرح مشرقی ادبا وشعرا کو پرکھا ہے۔ان کے مغربی ادبا سے موازنے کس حد تک قابل قبول ہیں اور مغربی ادبا کے افکار کس حد تک ہمارے کام آسکتے ہیں۔اس کے علاوہ سرور صاحب کا مختلف تحریکات سے منسلک ہونا اور ان کا اسیر ہو کر نہ رہنا ان تمام وجوہات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔سرور صاحب کے نظریات کے ساتھ ساتھ اس باب میں ان کا موازنہ ان کے معاصرین سے کیا گیا ہے کہ آخر وہ اپنے وقت میں کس قدر اور کیوں کر مقبول ہوئے اور وہ اپنے ہم عصروں سے کس قدر مناسبت رکھتے ہیں اور کس حد تک ان سے مختلف رہے ہیں۔

سرور صاحب کی حیات اور تنقید نگاری کے بعد میرے مقالے کا تیسرا باب 'آل احمد سرور کی شاعری' پر مبنی ہے۔ ان کی شاعری کے تین مجموعے سلسبیل، ذوقِ جنوں، خواب اور خلش، ان کی زندگی میں شائع ہو چکے تھے۔ سرور صاحب کی وفات کے بعد دو مجموعے 'لفظ' اور 'میرے گھر میں اجالا' کے نام سے شائع ہوئے۔ اس باب میں سرور صاحب کی شاعری کا جائزہ لیا گیا ہے جس میں ان کی نظموں کا تجزیہ کیا ہے اور ساتھ ہی ان کی غزلوں میں سیاسی، سماجی، تہذیبی، تعلیمی، معاشرتی، ادبی خیالات کے ساتھ ساتھ اس دور کی افسردگی، جنگ کی وجہ سے ملک کے حالات، ملک کی تباہی جیسے موضوعات پر بحث کی گئی ہے۔

مقالے کے چوتھے باب میں آل احمد سرور کی صحافتی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ آل احمد سرور نے علی گڑھ میگزین، انسٹی ٹیوٹ گزٹ، سہیل، اردو ادب، ہماری زبان اور اقبالیات کی ادارت کی۔ ان رسالوں کی ادارت کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ سرور صاحب نے ان رسالوں میں اداریے اور تبصرے بھی لکھے۔ اس باب میں ان کے اداریوں اور تبصروں کا بھی تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ ان اداریوں میں سرور صاحب کے سماجی، سیاسی، علمی، تہذیبی ہر طرح کے موضوعات پر بات کی گئی ہے۔ ساتھ ہی ان اداریوں میں سرور صاحب نے سفر کی روداد پیش کی ہے۔ اسی لیے سرور صاحب کے سفرناموں کا الگ سے کوئی باب نہیں قائم کیا گیا ہے۔

اس باب میں سرور صاحب کے تبصروں کا بھی جائزہ لیا گیا ہے اور ساتھ ہی اس بات پر توجہ کی گئی ہے کہ ان تبصروں میں ان کی زبان و بیان کا طریقہ کیا ہے۔ سرور صاحب نے تبصرہ نگاری کے فن پر کوئی مضمون نہیں لکھا لیکن ان کے تنقیدی مضامین میں فن تبصرہ اور تبصرہ نگار سے متعلق خیالات کا اظہار ملتا ہے جس سے تبصرہ نگاری اور تبصرے کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ ان تبصروں میں ان کے افکار و خیالات کے ساتھ ساتھ ان تبصروں کی ہیئت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ سرور صاحب کے تبصروں کو تبصرہ نگاری کے اصول کے مطابق پرکھا گیا ہے۔

مقالے کا پانچواں باب آل احمد سرور کی دیگر نثری تحریروں سے متعلق ہے جس میں سرور صاحب کے خطوط اور خودنوشت کو پرکھا گیا ہے۔ سرور صاحب کے بہت کم خط ایسے ہیں جو شائع ہوئے ہیں۔ باقی کے خطوں کو انھوں نے شائع کرانے کا ذکر اپنی خودنوشت میں کیا ہے۔ جبکہ انھوں نے مولوی عبدالحق، رشید احمد صدیقی کے وہ خطوط جو ان کے نام آئے تھے ان کو تو شائع کرا دیا مگر خود ان کے خط اب تک شائع نہیں ہوئے ہیں۔ ان کے غیر شائع شدہ خط آرکائیوز لائبریری، دہلی میں موجود ہیں مگر ان پر کام کرنے کی اجازت اب تک کسی کو نہیں ملی ہے۔ سرور صاحب نے اپنی زندگی میں اپنے دوستوں، رشتے داروں اور دیگر حضرات کو ادب کے تعلق سے اور انتظامی ذمہ داریوں کے باعث بہت خط لکھے تھے۔ یہ خط ان کی زندگی میں اور ان کے انتقال کے بعد کسی نے شائع نہیں کرائے۔ میری رسائی سرور صاحب کے 104 خط تک ہو پائی ہے جو مختلف کتب و رسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔ میں نے انھیں کو بنیاد بنا کر سرور صاحب کی خطوط نویسی کا تجزیہ کیا ہے۔ اس باب میں خطوط نگاری کے علاوہ سرور صاحب کی خودنوشت 'خواب باقی ہیں' کا بھی تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ ان کی اس تصنیف میں تضاد کی صورت حال، تکرار اور ساتھ ہی اس کے ٹکڑوں میں لکھنے کی وجوہات پر روشنی ڈالی ہے اور زبان و بیان کے ساتھ ساتھ سرور صاحب کے نظریات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

تمام ابواب کے بعد پانچوں ابواب کا نچوڑ پیش کیا گیا ہے اور سب سے آخر میں ان کتب و رسائل کی فہرست بنیادی ماخذ اور ثانوی ماخذ کے تحت دی گئی ہے جس سے میں نے اپنے مقالے میں استفادہ کیا ہے۔ اس کتابیات کو الف بائی ترتیب سے رکھا گیا ہے۔ میں نے اپنے مقالے میں تحقیقی اصول و ضوابط کی پاسداری کی ہے۔ بنیادی باتوں کے لیے حوالہ جات دیے ہیں۔